روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 11/اگست 2011ء 10رمضان 1432ہجری 11ظہور 1390ہش جلد 61-96 نمبر 185

ہمہ وقت عبادت

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

صائم خدا کے حضور عبادت میں ہی شمار ہوتا ہے اگر چہ وہ بستر پر سورہا ہو۔

(کنز العمال جلد8 صفحہ 450۔ حدیث نمبر 23607)

ارشادات عالیہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

حضرت مسیح موعود کوایک دفعہ جب کہ رمضان کے آخری دن چاند نہ دیکھا جاسکا، اس پر آپ کو یہ الہام ہوا۔ ’’عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘۔ اس پر بعض نے روزہ توڑ دیا کہ جب آج عید ہے تو روزہ رکھ کر کیوں شیطان بنیں۔ لیکن بعض نے کہا جب خدا تعالیٰ نے الہام میں کہہ دیا ہے کہ ’’عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو‘‘ اور ادھر شریعت کا حکم یہ ہے کہ چاند دیکھ کر عید کرو، تو کیوں نہ روزہ رکھا جائے۔ دوسرے کہتے جب خدا تعالیٰ نے بتا دیا ہے کہ عید ہے تو عید کے ہونے میں کیا شک رہ گیا اور کیوں روزہ رکھا جائے۔ دونوں فریق نے یہ معاملہ حضرت مسیح موعود کی خدمت میں پیش کیا اور ایک دوسرے کے متعلق بتایا۔ آپ نے فرمایا۔ جب خدا تعالیٰ نے کہا کہ آج عید ہے تو جنہوں نے آج روزہ توڑ دیا میں انہیں کیا کہوں اور دوسرے جنہوں نے روزہ نہیں توڑا چونکہ خدا تعالیٰ نے کہا ہے کہ عید چاہے کرو، چاہے نہ کرو۔ تو انہیں میں کیا کہوں۔ جب کہ خدا تعالیٰ نے عید کرنا ان کی مرضی پر چھوڑا۔ فقہاء نے یہی بحث کی ہے کہ چاند دیکھ کر روزہ رکھنا چاہئے اور چاند دیکھ کر عید کرنی چاہئے کیونکہ وہ ظاہری طور پر ہی مسئلہ بیان کر سکتے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود کو الہام کے ذریعہ بتایا گیا کہ عید تو ہے اور ظاہری شریعت کا لحاظ رکھتے ہوئے کہہ دیا چاہے کرو یا نہ کرو یعنی جو یہ سمجھتا ہے کہ شریعت کے ظاہری پہلو کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس کے لئے اجازت ہے کہ مسئلہ کی ظاہری صورت پر عمل کرے اور عید نہ کرے۔ لیکن جو یہ سمجھتا ہے کہ الہام کے ذریعہ جو خبر دی گئی ہے، اس کا لحاظ رکھنا چاہئے وہ اس دن روزہ نہ رکھے۔ یہی بات یہاں روزہ رکھنے کے متعلق ہے۔ جس کے دل میں اس بات کا غلبہ ہے کہ یہ سفر ہے، وہ روزہ نہ رکھے ورنہ اس پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا اور جس کے دل میں اس بات کا غلبہ ہے کہ یہ مبارک دن ہیں اور یہ مبارک مقام ہے، یہاں کیوں نہ رمضان کی برکات سے فائدہ اٹھاؤں جب کہ حضرت مسیح موعود نے اس کی اجازت دی ہے تو وہ روزہ رکھے۔ ورنہ خطرہ ہے کہ دل کو زنگ نہ لگ جائے۔ پس جو دوست یہاں ٹھہرنے کے ایام میں روزے رکھیں گے، ان کے روزے ادا ہو جائیں گے۔ یہ نہیں کہ یہاں جو روزے رکھیں گے وہ نفلی روزے ہوں گے، یہ روزے فرضی ہوں گے اور ان دنوں کے روزے بعد میں دوبارہ نہیں رکھنے پڑیں گے۔

(اہم اور ضروری امور، انوار العلوم جلد13 ص 323)

داخلہ مدرسۃ الظفر 2011ء

1۔ مدرسۃ الظفر میں داخلہ کیلئے تحریری امتحان مورخہ 21/اگست 2011ء کو بوقت 8:00 بجے صبح، دفتر وقف جدید ربوہ میں ہوگا۔

2۔ امتحان میں کامیاب امیدواران کا انٹرویو اسی روز شروع ہو جائے گا۔

3۔ انٹرویو کے وقت امیدوار اپنی اصل اسناد/ رزلٹ کارڈز ہمراہ لائیں۔

4۔ مدرسۃ الظفر میں داخلہ کے خواہشمند جنہوں نے ابھی تک درخواستیں جمع نہیں کروائیں۔ وہ جلد از جلد اپنی درخواستیں، صدر صاحب جماعت / امیر صاحب کی سفارش، رزلٹ کارڈ کی نقل اور ایک عدد پاسپورٹ سائز تصویر کے ہمراہ دفتر وقف جدید میں پہنچانے کا انتظام کریں۔

5۔ جو امیدوار اپنی درخواستیں جمع کروا چکے ہیں وہ اپنے رزلٹ کارڈ کی فوٹو کاپی تحریری امتحان سے کم از کم ایک روز قبل تک دفتر میں لازمی طور پر پہنچا دیں۔ بصورت دیگر امتحان میں شامل ہونے کی اجازت نہ ہوگی۔

(ناظم ارشاد وقف جدید ربوہ)

شام کی کلاسز میں داخلہ

(بیوت الحمد پرائمری و ہائی سکول اور مریم گرلز سکول دارالنصر)

بیوت الحمد پرائمری و ہائی سکول۔ مریم گرلز سکول دارالنصر میں شام کی کلاسز کا اجراء کیا جا رہا ہے۔ ان میں پریپ تا ہفتم کلاسز شامل ہیں۔ داخلہ فارمز متعلقہ سکولز سے 15/اگست 2011ء سے دستیاب ہوں گے۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 20/اگست دوپہر 12 بجے ہے۔ انٹرویو کے اوقات اور کلاسز کے اجراء کی تواریخ متعلقہ سکولز کے نوٹس بورڈز پر آویزاں کر دی جائیں گی۔

(نظارت تعلیم)

مشعل راہ

سارا رمضان عبادات کرنے سے اس کی برکات ملیں گی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 14 نومبر 2003ء میں فرماتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ماہ رمضان کے شروع سے آخر تک تمام نمازیں باجماعت ادا کیں تو اس نے لیلۃ القدر کا بہت بڑا حصہ پالیا۔ گویا صرف آخری دنوں میں تلاش نہ کریں بلکہ سارے رمضان میں پوری عبادات بجالائیں۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **رمضان کا مہینہ شروع ہوگیا ہے جو ایک بابرکت مہینہ ہے۔ خداتعالیٰ نے اس کے روزے رکھنا تم پر فرض کئے ہیں۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کردئے جاتے ہیں اور شیطان جکڑ دئے جاتے ہیں۔ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو اُس کی خیر سے محروم کیا گیا وہ محروم کردیا گیا۔**

(مسند احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ425)

تو ایک بات تو یہ واضح ہوئی ان حدیثوں سے کہ یہی نہیں ہے کہ سارا رمضان تو نہ روزوں کی طرف توجہ دی، نہ قرآن پڑھنے کی طرف توجہ ہوئی، نہ نمازوں کے قیام کی طرف توجہ ہوئی، اور آخری عشرہ شروع ہوا تو ان سب عبادات کی طرف توجہ پیدا ہوگئی۔ نہیں۔ بلکہ رمضان کے شروع سے ہی ان عبادات کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ جو برائیاں پائی جاتی ہیں ان کو چھوڑنے کی طرف توجہ، بھائی بہنوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں، میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں، ساس بہو ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ دیں۔ تو شروع رمضان سے ہی حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کی طرف توجہ ہو تو یہ نیکیاں بجالائیں گے تو تب ہی جہنم کے دروازے بند ہوں گے اور جنت کے دروازے کھلے ہوں گے۔ نہیں تو گو اللہ تعالیٰ نے تو جہنم کے دروازے بند کردئے لیکن ان نیکیوں کو نہ کرنے سے زبردستی یہ برائیاں کرکے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا نہ کرکے دھکے سے جہنم کے دروازے کھولنے کی کوشش کی جارہی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس سے بچائے۔ تو یہ حقوق العباد اور حقوق اللہ ادا کریں گے جن کا ذکر دوسری حدیثوں میں بھی آتا ہے تو پھر ان آخری راتوں کی برکات سے بھی فائدہ اٹھائیں گے۔ کیونکہ سرسری عبادات سے یا عارضی طور پہ آخری دس دن کی عبادات سے یہ اعلیٰ معیار جو ہیں وہ حاصل نہیں ہوسکتے۔ بلکہ آنحضرت ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔

حدیث میں آتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادت میں اتنی کوشش فرماتے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہ آتی۔

(صحیح مسلم ، کتاب الاعتکاف)

عام حالات میں بھی آنحضرت ﷺ کی عبادت کی مثالیں ایسی ہیں کہ کوئی عام آدمی اتنی کر ہی نہیں سکتا لیکن حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رمضان میں تو اس کی حالت ہی اور ہوتی تھی۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی ﷺ آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمرِ ہمت کس لیتے، اپنی راتوں کو زندہ کرتے اور گھر والوں کو بیدار فرماتے۔ (بخاری فضل لیلۃ القدر)۔ تو یہ بھی ایک سبق ہے کہ جب آدمی خود اٹھے تو اپنی بیوی بچوں کو بھی نمازوں کے لئے، نوافل کے لئے اٹھائے۔

پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قیام لیل مت چھوڑنا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نہیں چھوڑتے تھے اور جب آپؐ بیمار ہوتے یا جسم میں سستی محسوس کرتے تھے تو بیٹھ کر تہجد کی نماز پڑھتے۔ (ابوداؤد)

(روزنامہ الفضل 2 نومبر 2004)

قرارداد تعزیت از صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ

بروفات حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ

ہم ممبران صدر انجمن احمدیہ اپنے ہنگامی اجلاس میں حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر دلی صدمہ کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ایک منفرد مقام کی حامل تھیں۔ آپ حضرت مسیح موعود کی پوتی، حضرت مصلح موعود کی صاحبزادی، حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی ہمشیرہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ تھیں۔

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود نے بیان فرمایا ہے سلسلہ احمدیہ کے ترجمان الفضل کے اجراء میں آپ کا بھی حصہ بنتا ہے۔ آپ کے اور آپ کی والدہ حضرت سیدہ ام ناصر کے زیورات کی فروخت سے ہی وہ رقم حاصل ہوئی تھی جس سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے الفضل جاری فرمایا تھا۔

آپ ایک لمبا عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ رہیں اور ربوہ کی خواتین کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ کرتی رہیں۔ خاص طور پر خواتین اور بچیوں کو پردے کی پابندی کے سلسلے میں ساری عمر کوشاں رہیں۔ جب خرابی صحت کی بناء پر آپ نے صدارت کے فرائض ادا کرنے سے معذرت کی اس کے بعد بھی ضرورتمند اور غریب گھرانوں کی امداد کے لئے بطور سیکرٹری خدمت خلق کام کرتی رہیں۔ غرباء اور ضرورتمند گھرانوں کی مدد کے لئے ہمیشہ تیار رہتی تھیں اور اس مقصد کے لئے خود بھی رقم خرچ کرتی تھیں اور اپنے زیراثر لوگوں کو بھی تحریک کرتی رہتی تھیں خاص طور پر رمضان کے مہینے میں ضرورتمند گھرانوں کے لئے نئے کپڑے بڑے پیمانے پر فیصل آباد کی کپڑا مارکیٹ سے منگوا کر تقسیم کرنے کا کام بہت توجہ، محنت اور انہماک سے کرتی تھیں۔

حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کی جدائی سے ایک خلاء واقع ہوا ہے اور آپ کا جانا ان خواتین کے لئے جنہوں نے آپ کے ساتھ لجنہ میں کام کیا اور جن کی تعداد اب ہزاروں میں ہے اور جو اب دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلی ہوئی ہیں خاص طور پر شاق ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی تمام خواتین کو توفیق بخشے کہ وہ آپ سے سیکھے ہوئے اصولوں کے مطابق اپنے اپنے دائرہ کار میں کام کرتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں آپ کے کاموں کا اجر عطا فرماتا رہے اور آپ کی شاگرد خواتین کے ذریعے آپ کے کام بھی جماعت میں جاری رہیں۔

ہم اس صدمہ کے وقت حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کے بچوں، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور آپ کے بہنوں بھائیوں سے تعزیت کا اظہار کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ کی دعائیں ان کے حق میں اور تمام احباب و خواتین جماعت کے حق میں قبول فرماتا رہے۔ آمین۔

(صدر، صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

دیگر قرارداد ہائے تعزیت

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل اداروں، تنظیموں اور جماعتوں سے بھی قرارداد ہائے تعزیت موصول ہوئی ہیں جن میں حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے اوصاف حمیدہ کا تذکرہ کیا گیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ اور دیگر لواحقین سے اظہار تعزیت کیا گیا ہے۔

صدر انجمن احمدیہ، تحریک جدید اور وقف جدید قادیان
فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ
طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ
جماعت احمدیہ آسٹریلیا
مجلس انصاراللہ پاکستان
مجلس انصاراللہ مقامی ربوہ
مجلس انصاراللہ دارالذکر فیصل آباد
مجلس انصاراللہ گلشن پارک لاہور
جماعت احمدیہ راولپنڈی
جماعت احمدیہ واہ کینٹ
جماعت احمدیہ فیکٹری ایریا احمد ربوہ
مجلس نابینا ربوہ

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مکرم مظفر احمد درانی صاحب

رمضان المبارک اور عہد وفا

قربانی کی روح اپنے اندر پیدا کرنے والی قومیں ہمیشہ زندہ رکھی جاتی ہیں

ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دئے گئے ہیں جو کہ تقویٰ کے حصول اور آفات و مصائب سے بچاؤ کا ذریعہ ہیں۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا، جواز خود ہدایت وفلاح کا منبع ہے۔ آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے جہاں اس ماہِ مبارک کو رحمتوں، برکتوں اور مغفرت کا مہینہ قرار دیا، اسے امن وآشتی کا گہوارہ شمار کیا وہاں اپنے عمل سے اس مہینہ کی برکات و افضال کو سمیٹنے کا اسوہ قائم کیا اور باقی دنوں سے بڑھ چڑھ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے درس دئے اور کمرِ ہمت کسے رکھی۔

یہ مہینہ اللہ تعالیٰ سے لَو لگانے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے مواقع کے حصول کا بہترین وقت ہے۔ یہی وہ مبارک ایام ہیں جن میں انسان طرح طرح کے روحانی مجاہدات کے ذریعہ اپنے نفس کی اصلاح کرتا اور تقویٰ اللہ کی منزلیں عبور کرتا ہے اور اپنے مولیٰ کی محبت وعشق میں فنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ رمضان المبارک قربانیوں کا بھی مہینہ ہے جس میں انسان اپنے محبوب خدا کی خاطر کھانے، پینے اور خواہشات وجذبات تک کی قربانی کرتا ہے۔ گویا ایک مومن کو اس بات کی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے بعد اگر بڑی بڑی قربانیاں دینے کا وقت اور مطالبہ آیا تو وہ اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔ جماعت احمدیہ کی سرشت اور خمیر میں دوسروں کی ہمدردی وخیر خواہی اور قیام امن کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اپنی قوم، ملک اور ایمان کے لئے قربانیاں دینا ہماری ترجیح بن چکا ہے۔ بڑی سے بڑی مصیبت اور آزمائش کو مسکراتے ہوئے برداشت کر جانا، ہر طرح کی تنگ نظری اور تعصب کا شکار ہونے اور اپنے حقوق کی پامالی کے باوجود پُر امن رہنا بانی جماعت احمدیہ کی صداقت و کامیابی کی دلیل بیّن ہے، جبکہ آپ نے فرمایا: ؎

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اب جبکہ قربانیوں کا مبارک مہینہ آچکا ہے اور مخالف ہمارے خون کا پیاسا ہے۔ تو آیئے ایسے حالات میں ہم اپنے مولیٰ کی گود میں پناہ لے لیں اور دل کی گہرائیوں سے اس سے قربانیوں کا عہد وفا باندھیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ایسے ہی حالات میں اور ایسے ہی مبارک دنوں میں جماعت کو قربانیوں کے لئے تیار کرتے ہوئے فرمایا:۔

''یہ رمضان ہمارے لئے ایک بہت بڑی اور خاص نعمت بن کر آیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے مخالفین نے اپنے غیظ وغضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دئے ہیں......اس موقع پر رمضان المبارک ہمارے لئے اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے آیا ہے۔ رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آگیا ہے۔ وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے۔ دعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں۔ تمہاری ہر آہ وپکار آسمان تک پہنچے گی۔ کوئی ایسی آواز نہیں ہوگی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔ پس رمضان شریف رحمتوں کا پیغام لے کر آیا ہے۔ اگر خدا کی نافرمانی کے دروازے کھولے جا رہے ہیں تو اللہ کی فرمانبرداری کے دروازے آپ کو امن کی دعوت دیتے ہوئے وا ہو رہے ہیں اور آپ کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ مخالفت کے ہر موقع پر جماعت کو انتہائی صبر کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ ساری دنیا میں ایک بھی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئے خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا ہو، مرد ہو یا عورت ہو جو بے صبری کا ایک معمولی سا بھی مظاہرہ کرے۔

دنیا میں قوموں نے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور خدا کے نام پر تو قربانی دینا الٰہی قوموں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ، ذلیل ذلیل قومیں جو خدا کے تصور سے بھی ناآشنا ہیں بلکہ خدا کی ہستی کے خلاف علم بغاوت بلند کرتی ہیں وہ ادنیٰ پیغامات کے لئے بڑی بڑی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتیں۔ ہم تو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے، اللہ کے نام اور اس کی عظمت کی خاطر اور محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے وابستہ رہنے کے لئے بدرجہ اولیٰ قربانیاں دیں گے۔ اس لئے اگر ہم میں سے ہر ایک کاٹا جائے اور پھینکا جائے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ پس اگر دین حق کی زندگی ہماری ظاہری موت کا تقاضا کرتی ہے تو اے اللہ! ہم مرنے کے لئے حاضر ہیں......

پچھلی جنگ عظیم میں روس نے جو قربانی دی ہے وہ بڑی حیرت انگیز ہے۔ روس کا ایک کروڑ سپاہی میدانِ جنگ میں مارا گیا اور ایک کروڑ غیر سپاہی اس جنگ میں کام آیا۔ پس اگر دنیا والے دنیا کی خاطر ایک کروڑ سپاہی میدانِ جنگ میں کٹوا سکتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں کے لئے ایک کروڑ جانیں فدا کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ بڑی ہی غلط فہمی کا شکار ہیں وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ڈرا کر ہمیں غلبہء (دین حق) کی مہم سے ہٹا دیں گے۔ وہ نہیں جانتے کہ ہم کس سرشت کے لوگ ہیں، کس خمیر سے ہماری مٹی اُٹھائی گئی ہے۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق سے ہمارا خمیر گوندھا گیا ہے۔ اللہ کی محبت اور اس کی اطاعت ہمارے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے، اس لئے دنیا کا کوئی خوف ہمیں ڈرا نہیں سکتا۔ ایک کروڑ احمدی خدا کے نام پر مرنے کے لئے تیار ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ایک کروڑ احمدیوں کو دشمنی سے مار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کروڑ ہا کروڑ ایسے بندے پیدا کر دے گا جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے میں فخر سمجھیں گے اور احمدیت کے لئے مزید قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں گے، اس لئے یہ سودا نقصان کا سودا نہیں ہے۔ مگر میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہو جایا کرتے ہیں، اللہ ان کو مرنے نہیں دیا کرتا، آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ وہ قومیں جو اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کر لیتی ہیں وہ زندہ رکھی جاتی ہیں اور ہمیشہ کی زندگی پانے والی قومیں بن جاتی ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

پس یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے، بہت بروقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ رحمت کے دروازے اس پر کھولتا چلا جائے گا۔ پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں، خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں: ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

یہی وہ مضمون ہے کہ عدو جب شور وفغاں میں بڑھ گیا تو ہمیں اپنے پیارے رب کے حضور پناہ ملی اور جس طرح بچہ خوف زدہ ہو کر ماں کی گود میں گھُستا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ماں اس کو چاروں طرف سے لپیٹ لیتی ہے اور کوئی وار ایسا نہیں ہوسکتا جو ماں پر پڑے بغیر بچے پر پڑ جائے۔ ---یہ رمضان ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے۔ اس لئے بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے رب سے اس کی محبت مانگیں، اللہ کی رضا تلاش کریں، اس سے التجا کریں کہ اے خدا! ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔ جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے، لیکن ہم بہر حال تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے، ہمیں چھپا لے، ہماری کمزوریوں سے پردہ پوشی فرما، ہماری غفلتوں کو دور فرما دے اور ہماری پناہ بن جا، ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تُو ہی تُو ہو اور دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پالیا۔ جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہئے، پھر تو وہ بے اختیار یہ کہے گا......

یعنی میں تو اپنے رب کو پا چکا ہوں اب اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو مجھے کیا پرواہ ہے کہ میں قتل ہونے کے بعد کس کروٹ گروں گا۔ خدا کی قسم میرا یہ مرنا اور میرا قتل ہونا محض اللہ کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے پر رحمتیں نازل فرما سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 26 جون 1983ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی تمام برکات سے بھرپور اور وافر حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب تک اس کی رضا ہے، ہمیں اپنی حفاظت میں خوف وہراس سے مبرّا امن والی زندگی عطا فرمائے اور جب اُس کے حضور حاضری کا وقت آجائے تو ہمیں اپنی محبت ورضا کی چادر میں لپیٹے ہوئے ایمان کی حالت میں اپنے پاس بلا لے اور ہمارے وہ بھائی اور پیارے جو خون کے پیاسے دشمن کی پیاس اپنے خون سے بجھاتے ہوئے ہم سے سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ ان سے خاص مغفرت ورحمت کا سلوک فرمائے اور ان کے لواحقین کا حامی وناصر اور والی وخود کفیل ہو۔ اور بداندیش دشمن کی بدچالیں اسی پر اُلٹائے۔ آمین

غزل

رہا واسطہ میرا کرب و بلا سے
ہے گزری مری عمر دکھ سہتے سہتے

میرا تو خدا کی پنہ ہے ٹھکانا
سکوں مل رہا ہے وہاں رہتے رہتے

سہارا دیا ہے اُسی نے ہمیں کو
پکارا ہے جب اس کو رب کہتے کہتے

کیا یاد ہم نے خدا کو ہمیشہ
اُسی کے لئے رنج وغم سہتے سہتے

یوں بحرِ محبت میں غوطے لگا کر
یہ پہنچا ہے مومنؔ کہاں بہتے بہتے

خواجہ عبدالمومن

مکرم طارق حیات صاحب

ملکِ شام کے تین قلعوں کی سیر

ہوا یوں کہ ملکِ شام میں ہم دوستوں نے اپنی ہفتہ وار کلاس سے رخصت کے ایام میں اچانک ایک دن سیر کا پروگرام بنالیا، یہ کوئی عام روایتی سیر سپاٹا نہیں تھا بلکہ اسے ملکِ شام کے تین قدیم قلعوں کا طوفانی دورہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا۔یعنی ہم نے صرف 56 گھنٹوں میں کل 1687 کلومیٹر سفر بذریعہ ٹرین، بس، ویگن، کشتی اور ٹیکسی کیا اور ملک شام کے تین قدیم قلعے دیکھے۔یعنی ہمارے سفر کی فی گھنٹہ اوسط تقریباً 31 کلومیٹر بنتی ہے۔ آغاز میں گھر سے نکلے اور ساری رات ٹرین کا سفر کر کے ہم علی الصبح ''حلب'' شہر پہنچے۔ وہاں ایک دوست کے گھر میں تازہ دم ہوئے، چائے کے کپ کے ساتھ ہلکا سا ناشتہ کیا اور بذریعہ ٹیکسی قلعہ حلب پہنچ گئے۔

قلعہ حلب

یہ قدیم قلعہ ''حلب'' شہر کے بالکل درمیان میں ایک اونچی پہاڑی پر تقریباً چالیس میٹر کی بلندی پر واقع ہے۔اس کے اوپر سے چاروں طرف سارا شہر صاف نظر آتا ہے۔ ہمارے پاس چونکہ طالب علم ہونے کا وثیقہ تھا۔اس لئے ہمیں قلعہ میں داخلہ کی ٹکٹ صرف دس سیرین پاؤنڈ میں مل گئی۔ کافی توجہ سے گھوم گھوم کر اور تصاویر بناتے ہوئے قلعہ کی سیر کی۔ سورج کی دھوپ اور چمک مزہ دے رہی تھی۔ اس دن ملکِ شام میں قومی تعطیل ہونے کی وجہ سے مقامی لوگوں کی بھی بڑی تعداد آئی ہوئی تھی نیز سیریا سے باہر سے یورپین وغیرہ مہمانوں کی بھی کثرت تھی۔

قلعہ کا مرکزی دروازہ زیادہ چوڑا نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ قلعہ میں آمد اور خروج کے دیگر خفیہ راستے بھی ہوں۔اس مرکزی مگر چھوٹے سے مضبوط آہنی دروازے کے اوپر حفاظتی برج کے آثار نمایاں تھے۔اس برج میں اب ٹکٹ گھر اور مدیر کا مزین دفتر قائم ہے۔اس دروازہ سے پہلے بھی سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں اس دروازہ کے بعد بھی کئی سیڑھیاں ہیں یہ مرکزی دروازہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قلعہ کا جنوبی برج ہی ہے جو باہر کی طرف آتا ہوا خندق کو پار کر آیا ہے۔یوں یہ دروازہ اپنی ذات میں ایک قلعہ معلوم پڑتا ہے۔

کہتے ہیں کہ حلب میں اثر اور قبضہ جمانے والی تقریباً تمام تہذیبوں کے زیر استعمال رہنے کی وجہ سے اس قلعہ کو آثار کے لحاظ سے بہت قدر و قیمت حاصل ہے۔یعنی یہاں یونانیوں، بازنطینیوں، ایوبیوں اور ملوکوں کے واضح آثار ملتے ہیں، اس قلعہ کی قدامت میں ایک بات تو طے ہے کہ ساری دنیا نہ سہی اس خطے کا ضرور سب سے قدیم اور بڑا قلعہ ہے۔ بعض محققین کے نزدیک عموریوں کے زمانہ میں یعنی سولہ سو قبل مسیح میں اس پہاڑی اور قلعہ کا ذکر ملتا ہے۔جبکہ یہاں سے ملنے والے حتیـــوں کے قبضہ کے زمانہ کے آثار اس قلعہ کو ایک ہزار قبل مسیح تک ضرور پہنچاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ اسی قلعہ والی پہاڑی پر ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بکری کا دودھ دوہا تھا۔اس لئے اس شہر کا نام ''حلب'' پڑ گیا۔ یہ بات بعید از قیاس بھی نہیں ہے۔کیونکہ بائبل کے مطابق حضرت ابراہیم جنوبی عراق کے شہر ''اُور'' کے باشندہ تھے۔وہاں سے آپ نے ہجرت کی۔ پہلے شمال مغرب کی طرف سفر کیا اور ''حاران'' پہنچے جو موجودہ ملک شام اور ترکی کی سرحد پر ترکی کا شہر ہے۔وہاں آپ کے والد کی وفات ہوئی۔ وہاں سے آپ جنوب مغرب کی طرف آئے اور کنعان کی سرزمین میں تشریف لائے۔ملکوں کی موجودہ تقسیم کے مطابق ملک شام کا شہر ''حلب'' عین اسی راستہ میں واقع ہے۔

ابتدا میں تو یہ قلعہ بس بلندی پر واقع ایک عبادت کی جگہ تھی۔عرب مورخین کے مطابق سکندر اعظم کے بعد Saluqos Nikatorn نے سب سے پہلے، یعنی قریباً 312 قبل مسیح میں اس اونچی عمارت کو حملہ آور دشمنوں سے بچنے کیلئے بطور پناہ گاہ کے استعمال کیا۔ مسلمان جب ملک شام میں آئے تو 636ء میں یہ قلعہ بآسانی اور پرامن طور پر مل گیا۔ مسلمانوں نے اس قلعہ کی متفرق ادوار میں تعمیر و مرمت کا کام کروایا۔قلعہ حلب کی موجودہ شکل تیرہویں صدی میں ''ملوک'' کے زمانہ حکومت سے چلی آتی ہے۔لکھا ہوا ملتا ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے فرزند ''سلطان الظاہر الغازی'' نے جب 1193ء سے 1215ء تک ''حلب'' پر حکومت کی تو اس نے قلعہ حلب کی موجودہ عمارت کے اٹھانے میں ذاتی دلچسپی لی۔ پھر 1270ء سے 1400ء تک یہ سارا خطہ ''منگول آندھی'' سے متاثر ہوا وہاں اس قلعہ کو بھی کافی نقصان ہوا۔

پھر عثمانیہ دور میں 1822ء کے زلزلہ سے قلعہ حلب بھی شدید متاثر ہوا۔ اس زلزلے کے بعد سلطنتِ عثمانی کے یہاں گورنر نے حکم جاری کیا کہ اب قلعہ میں صرف حفاظت پر مامور سپاہی ہی رہائش پذیر رہ سکتے ہیں۔ ملک شام پر 1920ء سے 1945ء تک فرانسیسیوں کے قبضہ کے دنوں میں بھی قلعہ حلب فوجیوں کے لئے مختص رہا۔البتہ فرانسیسیوں نے اپنے دور میں یہاں آثار قدیمہ کی تلاش اور حفاظت کا کافی کام کیا۔

اس قلعہ کی تزئین اور آثار کی باقاعدہ حفاظت کا سب سے بڑا کام 2000ء میں ''آغا خان ٹرسٹ آف کلچر'' اور حلب کے محکمہ آثار قدیمہ کے مشترکہ تعاون سے کیا گیا ہے۔

قلعہ کے مرکزی دروازہ کے بعد قلعہ میں داخلہ کے لئے دائیں بائیں قریباً پانچ بار مڑنا پڑتا ہے اس کی حکمت یہ درج ہے کہ اس کی وجہ حملہ آور دشمن کو قلعہ میں داخلہ کے بعد بھی مشکلات میں ڈالنا اور ان کے حملہ کا زور توڑنا تھا۔مرکزی دروازہ کے قریب ہی ایک بہت بڑی قبر بھی ہے جو سبز چادر سے ڈھکی ہوئی تھی اور ساتھ تحریر تھا کہ یہ قبر ''خضر بن عباس'' کی ہے۔ واللّٰہ اعلم کہ یہ کون سے خضر بن عباس ہیں۔ اس قلعہ میں بلندی پر ایک تھیٹر بھی بنایا گیا ہے۔جو بصریٰ الشام (ضلع درعا۔ملک شام) کے بازنطینی دور کے تھیٹر کے مقابل پر بہت ہی چھوٹا تھا۔اس کے سٹیج کے اوپر آویزاں لائٹس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں آج کے زمانے کی طرح ثقافتی شو وغیرہ ہوتے ہوں گے۔لکھا ہے کہ یہ مسرح 1980ء میں تعمیر کیا گیا۔ نیز لکھا ہے کہ اس قلعہ کے اندر ایک بڑی جامع مسجد اور ایک چھوٹی ''مسجد ابراہیمؑ'' بھی ہے۔مگر ہمیں ''مسجدِ ابراہیم'' نظر نہیں آئی اور شائد ہم اس کی تلاش کی زیادہ کوشش بھی نہیں کر سکے۔ البتہ جامع مسجد بالتفصیل دیکھی، یہ بہت سلیقہ سے بنائی گئی مسجد ہے۔اس کے صحن میں چوڑا پتھر نصب کیا گیا ہے۔ مین ہال کے علاوہ باہر چھوٹے سے صحن کے چاروں طرف مسقّف برآمدے ہیں۔ نیز مسجد کے مین ھال میں قبلہ رخ اگلے آدھے حصہ میں قالین بچھایا گیا ہے اور باقی پچھلا آدھا حصہ خالی رکھا گیا ہے شائد اس لئے کہ ہر طرح کے زائرین جوتے اتارے بغیر بھی مسجد کو اندر سے دیکھ سکیں۔ مسجد کے صحن میں ایک بڑا فوارہ بھی ہے جس کے اندر لگے تین ''سدا بہار پودے'' اس کے حسن میں بہت اضافہ کرتے ہیں اور مسجد میں لکڑی کا کام نہایت ہی مہارت اور خوبصورتی سے کیا گیا ہے۔ جابجا گہرے رنگوں کے پتھروں کا استعمال اور بہت زیادہ لکڑی کے کام کی وجہ سے مسجد بہت بوجھل نظر آرہی تھی یا شائد یہ مسجد بھی گلہ کر رہی ہو کہ اس میں حقیقی نماز پڑھنے والے کم اور اس کا نظارہ کرنے والے زیادہ آتے ہیں۔

قلعہ کے اندر ایک اونچا مینار بھی تھا جس سے دور دور تک نظر رکھنی آسان ہو جاتی ہوگی۔ قلعہ میں نیچے ہال نما بڑے بڑے کمرے بھی دیکھنے کو ملے۔ یہاں زیر زمین ایک میوزیم بھی بنایا گیا ہے جس میں اس قلعہ کی تزئین نو کے وقت ملنے والے آثار رکھے گئے ہیں۔ یہ زیر زمین کمرے ''ایوبی محل'' کی یادگار ہیں۔ یہاں دربار، دیوان عام اور حمام جیسے آثار ملتے ہیں۔ان نچلے کمروں تک خاطر خواہ روشنی پہنچانے کے لئے یہ انتظام کیا گیا تھا کہ ان کمروں کی پتھروں سے بنی ہوئی چھت کے اندر تھوڑے تھوڑے فاصلے پر شیشے لگا دیئے گئے تھے تا کہ نیچے مکمل اندھیرا نہ ہو۔

یہاں ایک بڑے ہال کو ایک ہی شخص نے اپنے خرچ پر مزین کروایا تھا۔اس کمرے کی تزئین اور آرائش کو اچھی طرح دیکھنے کے بعد گزشتہ زمانوں کے بادشاہوں کے درباروں کا اندازہ کرنا کافی آسان ہو جاتا ہے۔اونچی چھت اور در و دیوار کو قیمتی لکڑی اور رنگ برنگے شیشوں سے سجایا گیا تھا۔اس ہال نما کمرے کو ٹھنڈا رکھنے کے لئے بڑے بڑے Chillers بھی دیکھنے کو ملے۔ ویسے زیر زمین اور قدرتی طور پر ٹھنڈے رہنے والے کمروں کو مصنوعی طریقوں سے ٹھنڈا کرنا ایک غیر ضروری تکلف معلوم ہوا۔

ان زیر زمین بعض کمروں کے بارہ میں معروف ہے کہ یہاں باغیوں اور زیر عتاب لوگوں کو قید رکھا جاتا تھا۔ نیز ایسے لوگوں کو سزا دینے کا ایک طریقہ یہ بھی پتہ چلا کہ ان غلاموں یا مورد سزا لوگوں کو قلعہ کی وسیع و عریض اور بلند و بالا دیوار سے نیچے پھنکوا دیا جاتا تھا اور قلعہ کی چاروں جانب ایک وسیع خندق سی ہوتی تھی جس کے آثار اب بھی نمایاں ہیں۔اس کو پانی سے بھر کر رکھا جاتا تھا اور وہ مجرم جب اس پانی میں گرتے تو اس خندق کے اونچے کناروں کو باوجود کوشش کے بھی نہ پکڑ سکتے اور قلعہ کے باہر اس پانی کی ندی یا خندق میں خود سے پالے ہوئے مگرمچھوں کی خوراک بن جایا کرتے تھے۔ پانی سے بھری رہنے والی اس خندق کی چوڑائی تقریباً تیس میٹر اور گہرائی بائیس میٹر تک بتائی جاتی ہے۔مگر آج کل تو یہ بس نمائشی خندق رہ گئی ہے۔

قلعہ کی دیواریں بلند و بالا ہیں اور اس پر مستزاد اس کا ایک پہاڑی پر واقع ہونا۔ہم نے دیکھا کہ قلعہ کی مضبوط دیواروں اور برجوں کے آثار ابھی قائم و دائم ہیں مگر اندر اندر کافی ٹوٹ پھوٹ ہو چکی ہے۔قلعہ کے اردگرد کے ماحول اور آثار کو بہت ہی سلیقے اور حفاظت سے رکھا گیا ہے اور اردگرد کا ماحول قلعہ کے حسن اور ہیبت میں مزید اضافے کا موجب لگا۔

قلعہ کے اندر بلندی پر ایک چائے، کافی، آئس کریم اور دیگر کھانے پینے کی چیزوں کے لئے جگہ بھی ہے جس میں قیمتیں دوگنی سے بھی زیادہ تھیں۔ قیمتیں پوچھ کر ایک بار تو ایسا لگا کہ یہ دکاندار یہاں بلندی تک سب سامان لانے کا سارا خرچہ صرف ہم سے ہی وصول کرنا چاہتا ہے۔ ہم

نے قیمت پوچھ کراپنی بھوک اور پیاس کو دبانا ہی بہتر جانا۔مگر قلعہ کی بلندوبالا چوڑی دیوار کے عین اوپر،اس کیفے ٹیریا میں لگی میز کرسیوں ،رنگ برنگی چھتریوں اورسامنے پڑے حقوں کو دیکھاتو دل میں بس اتناخیال ضرورآیاکہ یہاں اتنی بلندی میں بیٹھ کر،جب تیز چلتی ہوامیں ،اس قلعہ کا (ہمارا فرضی) بادشاہ چاکلیٹ آئس کریم کھایا کرتا تھاتو وہ کتنالطف اندوز ہوتا تھا۔

قصہ مختصر ہم اگلے قلعہ کی طرف متوجہ ہوئے اورتقریباً تین سوکلومیٹر کا مزید سفر اختیار کیا۔جس میں سے ایک حصہ ٹرین او دوسرا نصف بذریعہ بس میں طے کیا۔

قلعہ اَرواد

’’اَرواد‘‘ ملک شام کی ملکیت واحد جزیرہ ہے جو شہر طرطوس سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر بحرالابیض المتوسط (Mediterranean) میں واقع ہے۔طرطوس غالباً لاذکیہ کے بعد ملک شام کی دوسری بڑی تجارتی بندرگاہ ہے۔نیزشہر طرطوس کانام صلیبی جنگوں کی تاریخ کے واقف حضرات کے لئے توہرگز اجنبی نہیں۔صلیبیوں کیلئے یہ بنیادی سپلائی لائن تھی۔اس پر Templars نے قبضہ جمایا۔مگر سلطان صلاح الدین ایوبی نے 1188ء میں اس شہر کا قبضہ حاصل کرلیا۔شہر کے بنیادی تعارف کے بعداب ہم آپ کو جزیرہ کے بارے میں بتاتے ہیں۔جزیرہ اَرواد کنعانیوں کے زمانہ میں ’’ارادوس‘‘ کے نام سے خودمختار ریاست تھی۔تاریخ کے صفحات میں ’’اَروادی سپاہیوں‘‘ کاذکر ملتا ہے۔عین ممکن ہے وہ اس جزیرہ کے ہی سپوت ہوں۔

یوں تو ہم رات کوعشاء کی نماز کے بعدطرطوس پہنچ چکے تھے۔مگررات کے اندھیرے میں کسی قلعہ کی طرف متوجہ ہونے کو دل نہیں مانا،نیز ایک چھوٹی سی وجہ یہ بھی تھی کہ قلعہ تک پہنچانے والی کشتیوں کی سروس بھی رات کو بند تھی ورنہ ہم کب رکنے والے تھے!!یوں چند گھنٹوں کیلئے ہم نے ایک ہوٹل کا کمرہ کرایہ پرلیااور بستر پر گر گئے۔اُس رات بس ایک بات ضرورالگ سی لگی کہ نمازعشاء اورنماز فجر کادرمیانی وقفہ کتنامختصر ہوتا ہے!!!

ہمیں ساحل سمندر کے بالکل سامنے ایک ہوٹل کی چوتھی منزل پرکمرہ ملاتھا۔بس جب رات کو اپنے ہوٹل کی کھڑکی سے بحر الابیض المتوسط (Mediterranean) کانظارہ کیا،توکیا منظرتھا ...... جب پانی کی لہریں آکرساحل سے سرٹکراتی تھیں توان سے پیداہونے والی آوازمزید شور پیدا کرتی تھی ،میں تواپنے تخیل میں بہت دورنکل گیا۔تاریخ کی کتب سے نکل کرنظاروں کاایک سیلاب ساآگیا تھا ،میں ان بحری قافلوں کے ساتھ محوسفر ہونے لگا،جومتفرق مقاصد کے ساتھ اس سمندر میں ہردور میں اترتے رہے۔ہاں میری نظروں کے سامنے آج وہی سمندر ہے جوانسانی تاریخ کے تقریباً تمام قابل ذکرادوار میں مصروف رہنے والا سمندر ہے۔اورتاریخ کے کسی بھی حقیقی طالب علم کا مطالعہ اس سمندر کے ذکر کے بناءمکمل نہیں ہوتا۔

فجر کے بعد تیار ہوکرصبح سویرے ایک چائے خانے سے ایک آسٹریلین گروپ کےقریب بیٹھ کر چائے اور بسکٹ کا ناشتہ کیا۔وہ تین بڈھے لوگ تھےاورہم چارجوان۔بس جب بل دینے کی باری آئی تو وہ تینوں اپنا الگ الگ بل ادا کرنے کیلئے اپنی اپنی جیبوں سے ریزگاری نکالنے لگے۔اورمیں نے آگے بڑھ کر اکیلے ہی (بحیثیت سیکرٹری سفرخرچ) چارنوجوانوں کابل ادا کردیا۔

مذہبی اقدار

ہم فوراً’’کشتیوں کے اڈے‘‘پر گئے اورایک بڑی کشتی میں جگہ ملی۔ہرکشتی میں تقریباً پچاس لوگ سوار ہوتے ہیں۔عورتوں اوربچوں کے لئے کشتی کے وسط میں سایہ دارجگہ ہوتی ہے۔اورمرد،شہر طرطوس سے جزیرہ اَرواد تک کا تقریباً بیس منٹ کاسفر کھڑے کھڑے ہی طے کرتے ہیں۔ہرکشتی پر ملک شام کا جھنڈا ضرور نظر آتا ہے۔اس تقریباًپندرہ منٹ کے سفر کے کشتی والا پچیس لیرے کرایہ لیتا ہے۔

میں چونکہ زندگی میں پہلی بار بحرالابیض المتوسط (Mediterranean) میں سفرکررہا تھا،اس لئے حال دل بیان سے باہرتھا۔دوردور تک گہرے پانی میں بڑے تجارتی جہاز کھڑے تھے۔یہ وہی جہاز تھے جو رات کوہوٹل کی کھڑکی سے اپنی روشنیوں کی وجہ سے کسی شہر کے گردآباد محلے کا منظر پیش کررہے تھے۔ بالآخرہم جزیرہ اَرواد پہنچے یہاں پر’’کشتیوں کااڈا‘‘نسبتاً بڑا ہے۔ہم جزیرہ میں داخل ہوئے آبادی کے درمیان میں ہم نے سکول جاتے ہوئے بچے بھی دیکھے اورتنگ گلیوں میں آباد دکانیں بھی۔جہاں ضروریات زندگی کی ہر چیز پڑی نظرآئی۔ایک چیز جس نے حیران بھی کیااورخوش بھی کہ گلیوں کے ناموں اور راستوں کے تعارف والے جس طرح کے بورڈ دارالحکومت دمشق میں آویزاں تھےعین اسی سائز اور سٹائل کے بورڈ اس دور دراز جزیرہ کی تنگ گلیوں بھی میں دیکھنے کو ملے۔

قلعہ کاہمارادورہ چونکہ یہاں بھی اچانک تھا۔اس لئے قلعہ کا دروازہ بند پاکرہمیں دوبار کھٹکھٹانا پڑا۔ملازم باہرآیاہماری آمد سے بظاہر بہت خوش ہوامگر معذرت کرکے کہنے لگا کہ ابھی تو اندر ہمارے سٹاف کی حاضری چل رہی ہے۔آپ چند منٹ انتظارکرسکتے ہیں؟؟ہم نے مسکراتے ہوئے اس قلعہ والوں سے بھی اپنی روایتی فیاضی کاسلوک کیااوردل ہی دل میں کہاکہ’’take your time‘‘

چونکہ یہاں انتظار طویل تھا۔اس لئے ہم جزیرہ کی کھلے سمندروالی طرف چلے گئے جہاں سے قبرص (Cyprus)قریب ترین مقام پرآجاتا ہے۔اورجب ہم سمندرکے پانی میں اترے تو پایاکہ ساحلِ سمندر پرانسانوں کی مکمل خاموشی بھی ہےاورسرٹکراتی لہروں کاشوربھی۔

ہم نے کافی انتظارکیاکہ قلعہ کادروازہ خودہی کھل جائے تو اچھا ہے۔چونکہ وقت کافی تھااس لئے ساحل پرکافی فوٹوز بنائیں۔پھرجزیرہ پرقلعہ اَرواد کی تفصیلی سیرکی۔یہ قلعہ بہت زیادہ بڑانہیں ہےمگردیواروں اوردروازوں کی مضبوطی قائم ودائم ہے۔اب تو قلعہ کے اردگرد کےمکینوں نے اپنے گھروں کی ضرورت بڑھنے اورجگہ کی قلت کی وجہ سے دوسری اور تیسری منزل تک اونچائی بڑھالی ہے۔یعنی ان کے گھروں کی بلندی سے اس قلعہ کی دیواروں کی اونچائی ماند پڑرہی ہے۔یہاں قلعہ کے متفرق کمروں میں چھوٹا ساميوزيم بھی بنایاگیا ہے۔جس میں متفرق ادوار میں استعمال ہونے والی کشتیوں کے ماڈل،سمندری شکار کے لئے استعمال ہونے والے قدیم زمانوں کے ہتھیار، جدیدآلات حرب،اس جزیرہ کے اردگرد سے سمندر سے ملنے والی چیزیں مثلاً سکے وغیرہ رکھے ہوئے تھے۔سکےنمکین پانی میں رہنے کی وجہ سے کافی مخدوش تھے اوران پر درج تحریراور زمانہ کا اندازہ اس مختصر وقت میں باوجود کوشش کے نہ ہوسکا۔

نیزوہاں ایک کمرہ میں ایک بورڈپر مدھم سی لکھائی میں تحریرتھاکہ اسی قلعہ اروادمیں ملک شام پرفرانس کے قبضہ (1920ء سے 1945ء) کے ایام میں آزادی کی جدوجہد کرنے والےکئی بڑے بڑےلوگوں کوقید رکھا گیا۔مثلاً شکری القوتلی،جمیل مردم بک وغیرہ۔اوران سب آزادی کی جدوجہد کے دوران اسیر ہونے والوں کےاسماءدرج تھے۔ میں نے حال ہی میں ایک جگہ پڑھاہے کہ وہ عظیم اسیران اپنی قید کے دنوں میں جب کاغذقلم سے محروم تھےتو وہ قلعہ کی دیواروں پربھی اپنی تحریرات لکھنے سےنہیں رکا کرتے تھےاوران تحریروں کے کچھ کچھ آثاراب تک قائم ہیں۔مگر میں دوران سیر وہ تحریریں نہ دیکھ سکاتھاجس کا افسوس ہے۔ ویسے یہ بات پڑھ کراردو کےمعروف شاعرفیض احمدفیض کی بات سمجھناآسان ہوگیاکہ قیدتنہائی میں انسان کی حالت عجیب ہوجاتی ہے۔وہ تو سلاسل زنداں پرروشنی کی کمی بیشی سےاپنے وطن کی مانگ کےاندازے لگارہاہوتا ہے۔سچ ہے کہ وطن وطن ہی ہوتا ہے۔اوراس کے لئے کچھ کرناایک عظیم ترین کام ہے۔

بجھا جو روزنِ زنداں تو دل یہ سمجھا ہے
کہ تیری مانگ ستاروں سے بھر گئی ہوگی
چمک اٹھے ہیں سلاسل تو ہم نے جانا ہے
کہ اب سحر ترے رخ پر بکھر گئی ہوگی
غرض تصور شام و سحر میں جیتے ہیں
گرفتِ سایہ دیوار و دَر میں جیتے ہیں

اس جزیرہ کی آبادی آٹھ ہزار سے دس ہزار لوگوں کےقریب ہے۔اس فرق کی ایک وجہ یہ ہے کہ کئی خاندانوں نے جو اَرواد میں نسلاً بعدنسلٍ آباد تھےاب جگہ کی قلت کی وجہ سےطرطوس شہر میں بھی مکان لئے ہوئے ہیں یعنی ان کا دوجگہوں پرٹھکانہ ہے۔اَرواد میں بچوں کےسکول ،مخبراور کافی بڑی بڑی دکانیں موجود ہیں۔سارا شہراس قلعہ کے اردگرد آباد ہے۔جیسا کہ ذکرہوچکا ہے اب تو لوگوں نے کئی کئی منزلہ گھر بنالئے ہیں۔ کیونکہ پانی کی لہروں کی مسلسل ضربوں سے تو پتھر بھی دہل جاتے ہیں یہاں اس کا نظارہ متعدد بار نظرآیااوردیکھا کہ گھروں کی بنیادوں کومحفوظ رکھنے کے لئے جزیرہ کے اطراف میں سیمنٹ اور کنکریٹ وغیرہ استعمال کرکے بڑے بڑے بلاک رکھ دیئے گئے ہیں۔

دوسرا قلعہ بھی پُرامن اورمکمل طور پرکیمرہ کی آنکھ میں محفوظ ہونے کی کافی خوشی تھی۔ہم نے جزیرہ کا چکرمکمل کیااوران ریستورانوں میں بیٹھ کرتازہ مچھلی وغیرہ کچھ بھی مہنگی چیز کھانامناسب نہ سمجھا جن میں بیٹھ کرلہروں کی آواز سنتے ہوئے انسان کوسامنے طرطوس شہر کی بلندوبالا عمارتیں صاف نظرآتی ہیں۔بلکہ ہم نے ایک دکان سے آئس کریم لیکرکھائی کیونکہ اول تو ابھی دوپہر کے کھانے کا وقت نہیں ہوا تھااور دوئم قلعہ حلب کے (اپنے فرضی) بادشاہ سے مقابلہ بھی تو چل رہاتھا کہ ہم بھی قلعہ اورسمندرکنارے تیز ہواؤں میں بیٹھ کرچاکلیٹ آئس کریم کھاسکتے ہیں۔

ہم فوراًواپسی کی کشتی میں بیٹھے بلکہ کھڑے ہوئے اورطرطوس شہر سے بذریعہ بس لاذکیہ پہنچے۔ تاکہ جلدی تیسرےقلعہ سے دودو ہاتھ کرہی لیں۔

قلعہ صلاح الدین

بحرالابیض المتوسط (Mediterranean) کی ملک شام کےساتھ ساتھ چلنےوالی ساحلی پٹی پر واقع طویل پہاڑی سلسلہ میں یہ قلعہ ایک الگ ہی شان رکھتا ہے۔یہاں پہنچنے کے لئے ہم نے بہت سے لوگوں سے معلومات حاصل کیں اور لاذکیہ کے بس اڈے سے ایک وین کی ساڑھے چارسو لیرے میں بکنگ کروائی اور قلعہ صلاح الدین گئے۔جو’’الحفة‘‘شہر سے چارکلومیٹر دورتھا۔یعنی سیریا کےساحلی شہرلاذکیہ سےتقریباً چالیس کلومیٹر دور تھا۔ اس قلعہ کو ازمن وسطیٰ کے غیر معمولی حدتک محفوظ اوررومانوی قلعہ کا درجہ حاصل ہے۔ لاذکیہ سے قلعہ تک جانے کا تمام راستہ سرسبز پہاڑیوں کے درمیان ہے۔اس مقام کا کتبِ

تاریخ میں تذکرہ ایک ہزار قبل مسیح میں فینیقیوں (Phoenicians) کے ذکر کے ساتھ ملتا ہے۔اور شائد 313 قبل مسیح میں سکندر اعظم کی یہاں آمد تک اس جگہ کا کنٹرول فینیقیوں کے پاس ہی رہا۔اس تمام عرصہ کے دوران اس قلعہ کے استعمال کے بارہ میں بہت کم ذکر ملتا ہے اور آگے بڑھیں تو بازنطینیوں کے ذکر میں ہے کہ بادشاہ John Zimisces نے 1000ء میں یہ جگہ Aleppan Hamdanid dynasty سے جنگ کے بعد حاصل کی تھی۔اس دور میں ہی اس جگہ کو بطور قلعہ مضبوط کیا گیا۔ بارہویں صدی کے آغاز سے یہ مقام صلیبیوں کے حملوں کی زد میں آ گیا۔پھر ملتا ہے کہ 1119ء میں Roger, Prince of Antioch نے اس قلعہ کا انتظام وانصرام Robert of Saone کو دیا اور آج اس قلعہ کی عمارت کے جو آثار موجود ہیں وہ سب اسی دور کی تعمیر کی یادگار ہیں اور بالآخر سلطان صلاح الدین ایوبی نے اس قلعہ کو 1188ء میں فتح کر لیا اور یوں یہ بلند و بالا محفوظ اور رومانوی قلعہ سلطان صلاح الدین ایوبی سے لے کر قالون خاندان کی حکومت تک مسلمانوں کے ہی قبضہ اور اختیار میں رہا۔اس قلعہ کو بعض مصنفین نے اس کی ہیئت کذائی کی وجہ سے Bird's nest بھی لکھا ہے۔

اس قلعہ کو محفوظ ترین بنانے والے عوامل میں اس کا دشوار گزار پہاڑی راستہ ہے۔اور پھر اس پر مستزاد اس قلعہ کی دو اطراف میں شور مچاتی تیز برساتی ندیاں ہیں۔جن کا بلند و بالا سرسبز پہاڑوں کے عین درمیان میں روانی سے گزرتا پانی حملہ آوروں کے لئے قدرتی روک کا کام دیتا تھا۔اب اس جگہ ایک پختہ پل بنا دیا گیا جس کے اوپر سے نیچے ندی کی گہرائی کا نظارہ ہیبت طاری کر دیتا ہے۔

اس قلعہ میں داخلہ سے قبل ہی اس کی غیر معمولی اونچائی ایک رعب پیدا کر دیتی ہے ہم چونکہ غروب آفتاب کے قریب اس جگہ پہنچے تھے۔ایک تو سطح مرتفع سے الگ ایک پہاڑ کی چوٹی پر قائم ہونے کی وجہ سے اور پھر اس پر مستزاد اس کی انتہائی بلند والا دیواروں کے آثار، ایک الگ ہی منظر تھا اور پھر غروب آفتاب کی گھڑیاں۔

قلعہ کے دروازہ تک جانے کے لئے بہت سی سیڑھیاں چڑھنی پڑتی ہیں اور یہ سیڑھیاں اس طرح اوپر جاتے جاتے مڑتی ہیں کہ زمین پر کھڑے ہوئے انسان کو قلعہ کا دروازہ نظر نہیں آتا ہے۔شائد یہ بھی حفاظتی نکتہ نظر سے اختیار کیا گیا ایک پہلو ہو۔

قلعہ کا دروازہ جنوب کی جانب ہے اور اس کی طرف جاتے ہوئے مشرق کی طرف داخلہ کے لئے سب سے غیر معمولی چیز ایک راستہ ہے۔ جو تقریباً 156 میٹر لمبا چلتا چلا جاتا ہے دراصل یہ پہاڑ کو کاٹ کر بنایا گیا راستہ ہے جو 14 سے 20 میٹر تک چوڑا ہے۔یعنی مختلف جگہوں پر اس کی چوڑائی مختلف ہے۔اس راستے کے ابتدائی معمار تو بازنطینی تھے مگر اس کی تکمیل صلیبیوں کے زمانہ میں ہوئی۔ جب یہ راستہ بنایا جا رہا تھا تب درمیان میں ایک پتھریلی چٹان کو کسی وجہ سے چھوڑ دیا گیا تھا۔ آج 28 میٹر بلند یہ چٹان ایسی معلوم ہوتی ہے کہ ایک لمبا پتھر زمین میں سیدھا گاڑا گیا ہے۔اس سیدھے کھڑے پتھر کو دیکھ کر لگا کہ جب ہم جائیں گے تب ہمارے لئے Stonehenge کا ابھی تک حل طلب معمہ سمجھنا بھی کچھ زیادہ مشکل نہ ہوگا۔اب تو قلعہ صلاح الدین تک آنے والے زائرین کے لئے حکومت نے ان سرسبز پہاڑوں کے درمیان لاذکیہ سے ایک آرام دہ پختہ سڑک بنا ڈالی ہے۔مگر کسی قدیم قلعہ تک جانے کا روایتی سرور، یہ آرام دہ سڑک بھی نہ چھین سکی۔

اس قلعہ تک آنے والی سڑک اب اس لمبے پتھر کی دونوں جانب سے گزرتی ہے۔یعنی اس لمبوترے پتھر کی ایک طرف آنے کے لئے سڑک ہے اور دوسری جانب سے واپس جانے کا راستہ ہے۔

قلعہ صلاح الدین کے اندر صلیبیوں کے قبضہ کے دنوں کی کئی یادگاروں کے اب بھی آثار موجود ہیں۔مثلاً دو چھوٹے چرچ، چائے خانہ، بازنطینی محل وغیرہ وغیرہ نیز لکھا ہوا ہے کہ مسلمانوں نے بھی اپنی عادت کے موافق اس قلعہ میں ایک بڑی مسجد بنائی ہوئی تھی اور اس قلعہ میں قابل ذکر مقام ''سلطان قالون'' کا محل بھی تھا جس میں دربار عام، ایوان خاص، شاہی حمام وغیرہ شامل تھے ،ان سب آثار و باقیات کو اب کسی حد تک محفوظ کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے۔

مگر ان تمام تفصیلات کا کیا فائدہ!! ہوا یوں کہ عین جب ہم قلعہ کے دروازے پر پہنچے تو قلعہ کا عملہ دروازے بند کر کے باہر نکل رہا تھا۔اور ہماری حالت قصوں کہانیوں میں مذکور اُن مسافروں کی سی ہوگئی جو بوقت شام تاخیر سے پہنچنے کی وجہ سے رات قلعہ کے دروازہ سے باہر گزارا کرتے تھے اور بھاری پتھروں سے بنے ہوئے قلعہ کا پتھر دل دربان کسی بھی صورت میں غروب آفتاب کے بعد قلعہ کا دروازہ کھولنے کو تیار نہیں ہوتا تھا۔مگر ہم ہار ماننے کو تیار نہ تھے۔

ہمارے مسلسل اصرار کو دیکھتے ہوئے قلعہ کے عملہ نے ہمیں اپنے قریب بلایا۔ہم تیزی سے اس کے قریب ہوئے اور سمجھا کہ شائد ہمیں قلعہ میں داخلہ کا کوئی خفیہ راستہ بتانے والا ہے۔جیسا کہ ہم گزشتہ زمانوں کے حالات میں پڑھ چکے تھے کہ حملہ آور جب محاصرے کی طوالت سے دلبرداشتہ ہونے لگتا تو قلعہ کے اندر سے ہی کوئی غدار اپنے معمولی مفاد کے لئے دروازے کھلواتا اور فتح میں مدد کروا دیا کرتا تھا مگر یہاں ایسا نہیں تھا اس نے ازراہ شفقت اور احسان ہمیں مشورہ دیا کہ جلدی جلدی اپنی سواری سے ہی تم لوگ ساتھ والی پہاڑی چوٹیوں پر چلے جاؤ اور وہاں سے سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے تصویریں لے لو کیونکہ وہاں سے قلعہ کے اندر کا بھی نظارہ ممکن ہے۔ نیز یہاں قریب ہی دو کلومیٹر کے فاصلے پر ایک سستا ہوٹل ہے وہاں چلے جاؤ اور صبح آ کر قلعہ اندر سے دیکھ لینا۔ہم نے اس کا شکریہ ادا کیا مگر ساتھ ہی اسے اپنی زبان میں سنا بھی دیا کہ نہیں جناب! ہم کسی اور موقع پر آ کر یہ قلعہ بھی فتح کرلیں گے کیونکہ ہماری کل ایک کلاس بھی ہے نیز گزشتہ چھتیس گھنٹوں میں یہ تیسرا قلعہ ہے جس پر ہم (سکندر اعظم وغیرہ سے معذرت کے ساتھ) آندھی طوفان کی طرح حملہ آور ہو رہے ہیں۔ دو قلعے ہاتھ آ گئے ایک پھر سہی۔

قلعہ اندر سے نہ دیکھ سکنے کا سب سے زیادہ افسوس اس بات کا تھا کہ اس قلعہ کے اندرون کے بارہ میں جو جو مطالعہ کیا تھا وہ اب اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ پائیں گے۔

چونکہ قلعہ تو بند ہو چکا تھا اس لئے ہم نے دل کے بہلانے کیلئے باہر سے اردگرد کی پہاڑی چوٹیوں سے قلعہ کی کافی فوٹوز بنائیں۔اور ہم نے اسی وین والے (اپنے خود ساختہ گائیڈ) کو مزید اتنے ہی پیسے دیئے (جس نے ہمیں یہ بتانے کی زحمت بھی گوارا نہ کی قلعہ کا دروازہ شام پانچ بجے بند ہو جاتا ہے) اور ہم واپس لاذکیہ شہر میں آ گئے اور فوراً بڑے اڈے سے ''حلب'' شہر کی بس لی۔ کیونکہ تین گھنٹے میں ''حلب'' پہنچنے کے بعد بھی ہمارا اگلی صبح تک ساڑھے چار سو کلومیٹر سے زیادہ سفر کرنا باقی تھا۔

بالآخر جب گھر پہنچے تو دل کے ساتھ ساتھ جسم بھی چیخ چیخ کر گواہی دے رہا تھا کہ قلعے فتح کرنا کوئی آسان کام نہ تھا اور نہ ہی ہے۔۔۔۔۔

کیڑے مکوڑے

کیڑے مکوڑوں اور مکھیوں کے فوائد بھی بہت سے ہیں۔ اس معاملے میں شہد کی مکھی سرفہرست ہے۔ شہد کی مکھی اور بہت سے دوسرے کیڑے مکوڑے فصلوں اور پھلوں کے بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ ان کے ذریعہ سے پھولوں کے پولن (pollen) جو پھول کا نر حصہ ہے وہ پھول کے مادہ حصے تک پہنچ جاتا ہے اور اس طرح پھل اور اناج پیدا ہوتے ہیں۔ڈی ڈی ٹی ان کیڑوں کو ہلاک کرنے والی ایک دوائی ہے جب یہ ایجاد ہوئی تو سائنسدان بہت خوش ہوئے کہ چلو مچھروں سے چھٹکارے کا آسان طریقہ دریافت ہوگیا ہر جگہ اس دوائی کا چھڑکاؤ کرو اور مچھروں سے نجات پاؤ لیکن استعمال کے تجربہ کے بعد جلد ہی اس کے نقصانات سامنے آنے لگے۔ایک تو یہ کہ مضر صحت کیڑوں کے ساتھ ساتھ تمام مفید کیڑے بھی ہلاک ہوگئے اور پھلوں اور فصلوں کی افزائش کا نظام درہم برہم ہوگیا۔ اس کے علاوہ یہ بھی پتہ چلا کہ یہ دوائی انسانوں کی صحت کو بھی متاثر کرتی ہے اور جا کر سالہا سال تک ہڈیوں میں بیٹھی رہتی ہے۔ یہ تحقیق سامنے آنے کے بعد اس دوائی کے استعمال پر پابندی لگائی گئی۔ ہر نئی دوائی کا یہی حال ہے کہ منافع کمانے کے لئے دوائی بنانے والی کمپنیاں کوشش کرتی ہیں کہ جلد از جلد ان کی بنائی ہوئی نئی دوائی بازار میں آئے اور خوب فروخت ہو حالانکہ ابھی اس دوائی پر تحقیق مکمل نہیں ہوئی ہوتی۔ اس لئے کیڑے مارنے والی باقی دوائیوں کے استعمال میں بھی بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔کیڑوں کو تلف کرنے کے اور بھی بہت سے طریقے ہیں جن میں مکڑیوں اور پرندوں کا بھی اہم کردار ہے اور بعض ممالک میں ان طریقوں کو بھی استعمال کیا جاتا ہے۔مکڑیاں اور پرندے کیڑوں کو کھا جاتے ہیں اور اس طرح ان کی تعداد کو کم رکھنے میں مدد کرتے ہیں ۔کیڑے مار دوائیوں کے استعمال کی نسبت یہ طریقہ اگر صحیح طور پر رائج ہو سکے تو بہتر معلوم ہوتا ہے۔

بہت سے کیڑے بیماریوں کے جراثیم اپنے جسم میں لئے پھرتے ہیں اور انسانوں اور جانوروں کو کاٹ کاٹ کر ان میں بیماری پھیلا دیتے ہیں۔انگریزی زبان میں ایسے کیڑوں کو ویکٹرز (vectors) کہا جاتا ہے۔ مچھر کئی بیماریوں کے ویکٹر ہیں اینوفلیز (Anopheles) مچھر ملیریا کا اور ایڈیز (Aedes) مچھر پیلے بخار، ڈینگی بخار اور کئی اور قسم کی بیماریوں کو پھیلانے کا ذریعہ ہیں۔چوہے کی جلد پر پلنے والا پسو انسانوں کو کاٹ کر ان کے جسم میں طاعون کے جراثیم داخل کرتا ہے۔جوئیں جو انسان کے بالوں میں پڑ جاتی ہیں ان کے کاٹنے سے بھی بخار ہو جاتا ہے۔ایک بہت چھوٹا کیڑا جسے سینڈ فلائی کہتے ہیں وہ کالا آزار کی بیماری کا موجب ہے۔غرض یہ ایک لمبی فہرست ہے اور اس سے بیماریوں کو پیدا کرنے اور انہیں پھیلانے میں کیڑے مکوڑوں کے کردار کا پتہ چلتا ہے۔بعض کیڑے زہریلے بھی ہوتے ہیں جیسے بچھو جسکے ڈنک میں دل کو کمزور کرنے والا زہریلا مادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض مکڑیاں بھی زہریلی ہوتی ہیں جنکے کاٹنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے۔ بہت سے سانپ بھی زہریلے ہوتے ہیں اور انسان کو کاٹ کر ہلاک کر دیتے ہیں۔ چیونٹیوں کے کاٹنے سے بھی تکلیف ہوتی ہے کیونکہ اسکے لعاب میں فارمک ایسڈ ہوتا ہے جو انسان کو تکلیف دیتا ہے۔اسی طرح شہد کی مکھی اپنے دفاع کے لئے اپنا ڈنک استعمال کرتی ہے اور اگر بہت زیادہ مکھیاں کاٹ لیں تو جان جانے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تکمیل حفظ قرآن

مکرم حافظ محمد صدیق صاحب راشد مربی سلسلہ تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 31 جولائی 2011ء کو مکرم منیر احمد صاحب سہگل نے اپنے بیٹے زوہیب احمد آکاش کی تقریب آمین کا اپنے گھر واقع دارالصدر غربی لطیف ربوہ میں انعقاد کیا۔ زوہیب احمد آکاش نے عرصہ ایک سال گیارہ ماہ میں خاکسار کی زیر نگرانی مکمل قرآن کریم حفظ کرنے کی توفیق پائی۔ اس تقریب میں محترم عبدالسمیع خان صاحب ایڈیٹر روزنامہ الفضل مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر زوہیب احمد آکاش نے تلاوت کی۔ بعدہٗ ایک طفل نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منظوم دعائیہ کلام سے چند اشعار پڑھ کر سنائے۔ آخر میں محترم ایڈیٹر صاحب الفضل نے خاکسار کی طرف سے موصوف کو تفسیر صغیر کا تحفہ پیش کیا اور اختتامی دعا کروائی۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو برکات قرآن سے وافر حصہ عطا فرمائے۔ آمین

میٹرک کا رزلٹ

(الصادق اکیڈمی بوائز ربوہ)

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال بھی میٹرک کے امتحانات میں ہمارے ادارے کا رزلٹ 100% رہا ہے۔ ہمارے ادارے کی طرف سے 14 طلبہ امتحانات میں شامل ہوئے تھے جن میں سے 7 طلبہ نے ہائی فرسٹ ڈویژن اور بقیہ 7 طلبہ نے ہائی سیکنڈ ڈویژن حاصل کی ہے۔ اس طرح رزلٹ 100% رہا۔ ہمارا ادارہ فیصل آباد بورڈ کے ساتھ الحاق شدہ ہے۔

(پرنسپل الصادق اکیڈمی بوائز ربوہ)

گمشدہ نقدی

مکرم محمد رفیق گھمن صاحب تحریر کرتے ہیں۔

مورخہ 7/اگست کو خاکسار رات 8:30 بجے اپنی دکان سے گھر جا رہا تھا کہ راستہ میں میری سامنے والی جیب سے مبلغ -/15500 روپے گر گئے ہیں اگر کسی صاحب کو ملے ہوں تو مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع کریں۔

گھمن ٹریڈرز ریلوے روڈ ربوہ

فون 0306-2134982,0476213333

ولادت

مکرم محمد انور قریشی صاحب نائب ناظر مال آمد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم عبادہ اسلم قریشی صاحب مربی سلسلہ لائبیریا کو مورخہ 4/اگست 2011ء کو ایک واقف نو بیٹے کے بعد بیٹی سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت نورین اسلم نام عطا فرمایا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولودہ مکرم راؤ عبدالجبار خان صاحب ربوہ کی نواسی، ددھیال کی طرف سے مکرم محمد اکمل قریشی صاحب ابن حضرت حافظ محمد حسین صاحب قریشی رفیق حضرت مسیح موعود، مکرم ملک مبارک احمد صاحب مرحوم پروفیسر جامعہ احمدیہ کی نسل سے، ننھیال کی طرف سے نومولودہ کا نسب مکرم راؤ عبدالرزاق خان صاحب اور مکرم راؤ اکبر خان صاحب سے ملتا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ، خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ولادت

مکرم عزیز احمد بھٹی صاحب مٹھی سندھ اطلاع دیتے ہیں۔

میرے منجھلے بیٹے مکرم خورشید احمد صاحب سابق کارکن شعبہ اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان حال ٹورانٹو کینیڈا اور بہو مکرمہ ملیحہ خورشید صاحبہ بنت مکرم کریم احمد صاحب کارکن وکالت مال ثانی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ 20 جولائی 2011ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ ازراہ شفقت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نام عاتکہ کشف عطا فرمایا ہے۔ نومولودہ مکرم حافظ مبارک احمد ثانی صاحب پرنسپل مدرسۃ الحفظ کی بھتیجی ہے۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ کو قرۃ العین بنائے اور صحت والی لمبی زندگی عطا کرے۔ آمین

پانچویں ماہانہ میتھ، فزکس نشست

مورخہ 31 جولائی 2011ء کو پانچویں ماہانہ میتھ، فزکس نشست کا انعقاد نظارت تعلیم کے تحت کیا گیا۔ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ پھر ان ماہانہ نشستوں کے اغراض و مقاصد بیان کئے گئے۔ بعد ازاں فزکس اور میتھ میں نئی ترقیات کے بارہ میں خبریں پیش کی گئیں جن میں انسان کو خلاء میں گئے ہوئے پچاس سال پورے ہونے اور Antimatter کو 16 منٹ تک قید کرنے کے بارہ میں خبریں شامل تھیں۔

صباح النصر صاحبہ نے Graphene کے عنوان سے ایک عام فہم Presentation پیش کی۔ جس میں پروجیکٹر کا استعمال کیا گیا۔ تمام شاملین نے ٹیپ (Tape) کے ذریعہ Graphene بنانے کے تجربہ میں حصہ لیا۔ انہوں نے بتایا کہ Graphene دراصل کاربن کی تہہ ہے جس کی موٹائی صرف ایک ایٹم جتنی ہے۔ مستقبل میں Graphene اپنی خصوصیات کی وجہ سے Silicon اور سٹیل کی جگہ استعمال ہوگی اور Technology کو بہت بہتر بنا دے گی۔ پروگرام صبح 9 بجے شروع ہوا اور ڈیڑھ گھنٹہ تک جاری رہا۔ حاضرین کی تعداد 52 تھی۔ اس سلسلہ میں مکرمہ ھبۃ الشافی صاحبہ بنت مکرم خلیل محمد خان صاحب ایم ایس سی فزکس نے پروگرام منعقد کروانے میں نظارت تعلیم سے بھرپور تعاون کیا۔

(نظارت تعلیم)

سانحہ ارتحال

مکرم سید عبدالمالک ظفر صاحب صدر محلّہ دارالشکر شمالی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم چوہدری مرزا خان صاحب کنگ چنن ضلع گجرات والد محترم مکرم چوہدری مبارک احمد صاحب صدر حلقہ دارالصدر شمالی ہدیٰ ربوہ مورخہ 17 جون 2011ء کو بقضائے الٰہی انتقال کر گئے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ شریف النفس انسان تھے۔ دوسروں کے کام کرنے والے تھے۔ مرحوم کی نماز جنازہ مورخہ 18 جون 2011ء کو کنگ چنن میں ادا کی گئی اور مقامی قبرستان میں تدفین ہوئی۔ مرحوم کی تمام اولاد بفضل اللہ تعالیٰ مختلف رنگوں میں جماعتی خدمات میں مصروف عمل ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

داخلہ برائے اپرنٹس نرسز

(فضل عمر ہسپتال ربوہ)

فضل عمر ہسپتال ربوہ میں نرسز کی تربیت کیلئے درخواستیں مطلوب ہیں۔ ایسے احمدی طلباء وطالبات جو خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اپنی درخواستیں مورخہ 15/اگست 2011ء تک ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال کے نام ارسال کریں۔ درخواستیں مکمل ایڈریس بمعہ رابطہ نمبر اور مکرم صدر صاحب محلّہ یا امیر صاحب جماعت کی سفارش کے ساتھ آنی چاہئیں۔ کم از کم تعلیم میٹرک فرسٹ ڈویژن/ سیکنڈ ڈویژن، ایف اے/ ایف ایس سی ہو لیکن میٹرک سائنس کے ساتھ کیا ہو۔ اسناد اور ''ب'' فارم یا شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ لف کریں۔ عمر کی حد زیادہ سے زیادہ 20 سال ہے۔ ان شرائط پر پورا اترنے والے طلباء اور طالبات کا انگریزی B پیپر کا تحریری امتحان ہوگا۔ کامیابی کی صورت میں زبانی انٹرویو ہوگا۔ نرسنگ کورس تین سال پر محیط ہوگا۔ دوران ٹریننگ وظیفہ بھی ملے گا۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

نتائج کلاس دہم

(ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

امسال محض اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کلاس دہم کا رزلٹ 100% رہا۔

سجیل احمد ولد انور علی 941 نمبر حاصل کر کے اول، منظور احمد باجوہ ولد نثار احمد باجوہ 909 نمبر حاصل کر کے دوم، عثمان یعقوب ولد غازی محمد یعقوب 903 نمبر حاصل کر کے سوم اور عثمان داؤد ولد داؤد احمد خالد 900 نمبر حاصل کر کے چہارم رہے۔ اسی طرح 4 طلبہ نے +A، 6 طلبہ نے A، 12 طلبہ نے B اور 4 طلبہ نے C گریڈ حاصل کیا۔

(پرنسپل ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

ٹیڑھے دانتوں کا علاج فکسڈ بریسز سے کیا جاتا ہے

احمد ڈینٹل سرجری فیصل آباد

صبح 9 بجے تا 1 بجے گورونانک پورہ: 041-2614838

شام 5 بجے تا 9 بجے ستیانہ روڈ: 041-8549093

ڈاکٹر وسیم احمد ثاقب ڈینٹل سرجن

بی ایس سی۔ بی ڈی ایس (پنجاب) 0300-9666540

نئے ذوق اور جدت کے ساتھ

گوندل بینکویٹ ہال اینڈ موبائل کیٹرنگ

خوبصورت انٹیریئر ڈیکوریشن اور لذیذ کھانوں کی لامحدود ورائٹی زبردست ایئرکنڈیشننگ

(بکنگ جاری ہے)

047-6212758,0300-7709458

0300-7704354,0301-7979258

سہ روزہ تربیتی پروگرام

(مجلس خدام الاحمدیہ دارالنصر غربی حبیب ربوہ)

بفضل اللہ تعالیٰ مجلس خدام الاحمدیہ دارالنصر غربی حبیب کو اپنا سالانہ سہ روزہ تربیتی پروگرام مورخہ 5 تا 7 جولائی 2011ء کو اپنے محلّہ کی سطح پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

اس سلسلہ میں پروگرام کی اختتامی تقریب مورخہ 7 جولائی 2011ء کو بیت الذکر دارالنصر غربی حبیب میں بعد نماز مغرب وعشاء منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی مکرم سید طاہر احمد صاحب تھے۔ مکرم مبشر احمد شہود صاحب زعیم حلقہ دارالنصر غربی حبیب نے سہ روزہ تربیتی پروگرام کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ تہجد اور علمائے سلسلہ کی نصائح کے علاوہ سہ روزہ تربیتی پروگرام میں علمی و ورزشی مقابلہ جات کروائے گئے۔ علمی مقابلہ جات میں تلاوت، نظم، پیغام رسانی، مشاہدہ معائنہ، مضمون نویسی، کسوٹی اور تقریر فی البدیہہ جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں ثابت قدمی، سلو سائیکلنگ دوڑ 100 میٹر، پنجہ آزمائی کلائی پکڑنا، رسہ کشی، والی بال اور کرکٹ میچ کروائے گئے ان کے علاوہ کیمپنگ کا ایونٹ بھی رکھا گیا تھا۔

رپورٹ کے بعد مکرم مہمان خصوصی نے مقابلہ جات میں نمایاں اعزاز پانے والے خدام میں انعامات تقسیم کئے اور اپنی نصائح سے نوازا۔ آخر پر مکرم طاہر جمیل بٹ صاحب مہتمم مجلس خدام الاحمدیہ مقامی نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اجتماعی دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ بعد از دعا تمام حاضرین کی خدمت میں عشائیہ پیش کیا گیا۔

درخواست دعا

✿ مکرمہ شاہدہ سید صاحبہ آفس سیکرٹری لجنہ اماء اللہ لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میرے بھائی مکرم سید علی احمد طارق صاحب ایڈووکیٹ ابن مکرم سید احمد علی شاہ صاحب مرحوم گردے میں پتھری کی وجہ سے بیمار ہیں۔ بخار بھی ہے ان کی مکمل صحت یابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

✿ مکرم محمد فرید صاحب کارکن جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی والدہ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم محمد شریف صاحب آف دارالشکر شمالی ربوہ فالج، شوگر اور ہیضہ کی وجہ سے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں داخل ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ وعاجلہ سے نوازے۔ آمین

خبریں

بلوچستان میں زلزلہ گزشتہ روز صبح سوا پانچ بجے کے قریب بلوچستان میں زلزلے کے جھٹکے محسوس کئے گئے۔ زلزلے کا مرکز کوئٹہ سے 300 کلومیٹر دور خاران بتایا جاتا ہے ریکٹر سکیل پر زلزلہ کی شدت 5.7 ریکارڈ کی گئی زلزلہ کی شدت اتنی زیادہ تھی کہ جھٹکے کراچی تک محسوس کئے گئے۔

میران شاہ پر حملہ امریکی جاسوس طیاروں نے میران شاہ پر فضائی حملے کئے۔ جس کے نتیجہ میں 16 افراد ہلاک ہوگئے۔

چین کا پہلا طیارہ بردار بحری بیڑا سمندر میں اتار دیا گیا چین نے تجرباتی طور پر اپنا پہلا طیارہ بردار بحری بیڑا سمندر میں اتار دیا ہے۔ جس پر مشقیں جاری ہیں۔

بھارت نے دریائے راوی میں پانی چھوڑ دیا بھارت نے اچانک دریائے راوی میں پانی چھوڑ دیا جس کے نتیجے میں ضلع قصور کے متعدد گاؤں زیر آب آ گئے۔ نقل مکانی شروع اور کھڑی فصلوں کو بھی نقصان پہنچا ہے۔

نیا پاکستانی خلائی سیارہ پاکستان کا نیا خلائی سیارہ پاک سیٹ 12 اگست 2011ء کو چین کے جنوب مغربی شہر چی چینگ سے خلاء میں بھیجا جائے گا۔ سیارے کو بھیجنے کیلئے تمام تیاریاں مکمل کر لی گئی ہیں۔ اس سلسلے میں چین میں تعینات پاکستانی سفیر نے سرکاری ٹی وی سے بات کرتے ہوئے کہا کہ یہ سیارہ پاکستان کی معاشی ترقی کیلئے معاون ثابت ہوگا۔ اس کی ٹیکنالوجی کئی شعبوں کو کور کرے گی انہوں نے کہا کہ پاکستان کا یہ پہلا آپریشنل سیٹلائٹ ہے جو جیومیٹری مدار میں کام کریگا۔

لندن فسادات کا دائرہ وسعت اختیار کر گیا لندن میں پولیس تشدد سے نوجوان کی ہلاکت کے بعد شروع ہونے والے فسادات نے برمنگھم، لیورپول کے بعد اب مانچسٹر اور برسٹل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ لوٹ مار کے علاوہ کئی گاڑیوں اور ایک پولیس سٹیشن اور عمارتوں کو آگ لگا دی گئی۔ پولیس نے 300 سے زائد افراد کو حراست میں لے لیا۔ 40 سے زائد افراد پر فرد جرم عائد کردی گئی۔ فسادات کے باعث وزیراعظم نائب وزیراعظم، وزیر داخلہ اور لندن کے میئر اپنی چھٹیاں مختصر کر کے وطن لوٹ آئے۔

پاکستان اور تاجکستان کا زمینی، فضائی سفر کی بہتر سہولتوں کا نیٹ ورک قائم کرنے پر اتفاق پاکستان اور تاجکستان نے علاقائی تجارت کے فروغ اور عوامی رابطوں کو بڑھانے کیلئے زمینی اور فضائی سطح پر سفری کی بہتر سہولتوں کا نیٹ ورک قائم کرنے پر اتفاق کیا۔ دونوں ممالک کے سربراہان کے درمیان سڑک، ریل اور فضائی سفر کی نئی سہولتوں اور انفراسٹرکچر سے متعلق بات چیت کے دوران اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ تاجک اور پاکستانی عوام کے درمیان رابطوں میں اضافہ ہونا چاہئے تاکہ خطے میں تجارت، سیاحت اور دیگر امور کو بہتر طریقہ سے آگے بڑھایا جاسکے۔

دنیا کے 3 ارب لوگ مفلس کی زندگی گزار رہے ہیں ایک رپورٹ کے مطابق بیشتر ایشیائی ممالک کا امیر آدمی دبئی کے غریب آدمی کے برابر ہے۔ ایشیائی ملکوں میں اگر کوئی ایک ہزار روپے روزانہ کماتا ہے تو وہ گزارہ چلا سکتا ہے۔ لیکن دبئی میں اگر آپ 80 درہم کماتے ہیں تو غریبی کی سطح سے نیچے زندگی گزارنے والا سمجھیں جائیں گے۔ دبئی کے نیشنل اخبار نے لکھا کہ یہاں آمدنی کی سطح دوسرے ممالک کے مقابلے بہت زیادہ ہے جہاں صرف 46 درہم یومیہ کمانے والے کو غریب سمجھا جاتا ہے دنیا کی آبادی کا تقریباً نصف یعنی 3 ارب سے زیادہ لوگ 92 درہم یومیہ سے کم پر گزارہ کرتے ہیں۔

بالائی پنجاب کے نالوں میں طغیانی پنجاب کے بالائی علاقوں میں بارش کے بعد دریائے راوی اور چناب کے قریب بہنے والے ندی نالوں میں طغیانی آ گئی جس کے بعد کئی علاقے زیر آب آ گئے جبکہ پانی قریبی دیہاتوں میں داخل ہوگیا۔ نالہ ڈیک کا پل گرنے سے ضلع گوجرانوالہ شیخوپورہ اور نارووال کے کئی علاقوں کا رابطہ منقطع ہوگیا۔

امریکہ اب بھی ٹرپل اے ملک ہے امریکی صدر باراک اوباما نے کہا ہے کہ امریکا اب بھی ٹرپل اے ملک ہے ہمیں کسی ریٹنگ ایجنسی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یورپ میں آنے والے معاشی بحران نے امریکا کو متاثر کیا اور ان کے کئی مسائل ہمارے کندھوں پر آ پڑے ہیں۔ صدر اوباما نے دعویٰ کیا کہ امریکہ اب بھی سرمایہ کاری کیلئے دنیا کا سب سے محفوظ ملک ہے کوئی ایجنسی کچھ بھی کہے مگر امریکہ ہمیشہ سے ٹرپل اے ملک تھا اور رہے گا۔

ربوہ میں سحر و افطار 11۔اگست

انتہائے سحر	4:00
طلوع آفتاب	5:28
زوال آفتاب	12:13
وقت افطار	6:59

اکسیر موٹاپا
موٹاپا دور کرنے کیلئے مفید دوا
کورس 3 ڈبیاں
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

الرحمن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائیٹر: رانا حبیب الرحمن فون دفتر: 6214209
Skype id:alreheman209
alrehman209@yahoo.com
alrehman209@hotmail.com

ستار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
047-6211524
طالب دعا: تنویر احمد 0336-7060580

مردانہ، زنانہ اور بچگانہ پیچیدہ اور پرانی امراض کی علاج گاہ
F.B CENTRE FOR CHRONIC DISEASES
Tariq Market Rabwah
نوٹ: یہاں صرف نسخہ تجویز کیا جاتا ہے
PH:0300-7705078

FR-10

DEUTSCHE SPRACH SCHULE
INSTITUTE OF GERMAN LANGUAGE
جرمن زبان سیکھئے
GOETHE کا کورس اور ٹیسٹ کی مکمل تیاری
رابطہ: عمران احمد ناصر کروائی جاتی ہے۔
مکان نمبر 51/17 دارالرحمت وسطی ربوہ 0334-6361138

سلطان آٹو سٹور + ورکشاپ
ہر قسم کی گاڑیوں کی خرید وفروخت کی جاتی ہے
ہر قسم کی گاڑیوں کے پارٹس دستیاب ہیں
ڈینٹنگ پینٹنگ مکینیکل ورکس
فواد احمد: 0333-4100733
لقمان احمد: 0333-4232956
429 بی پاک بلاک لنک وحدت روڈ علامہ اقبال ٹاؤن لاہور